رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

الفضل

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

نمبر ۲ | مورخہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء | مطابق ۲۵ شوال ۱۳۳۸ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیر و عافیت ہیں۔

حضرت ام المومنین تاحال دہلی میں ہیں۔

۹ جون مکرم قاضی اکمل صاحب کا سب سے چھوٹا لڑکا جو ڈیڑھ سال کا تھا۔ فوت ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ۔ مغرب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے جنازہ پڑھا۔ اور قبرستان تک میت کے ساتھ تشریف لیگئے۔

اِس ہفتہ میں بہت سے مہمان آئے۔ افسوس کہ دفتر لنگر خانہ باقاعدہ مہمانوں کی فہرست نہیں بھیجتا۔ کہ آنے والے اصحاب کے نام درج کئے جا سکیں۔

۲۴ جولائی سے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں موسمی تعطیلات ہوں گی اور فاریا ۲۲ کو یہاں سے لڑکے ایبٹ آباد کو روانہ ہو جائینگے۔

نامۂ لنڈن

(نوشتۂ مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر۔ ۳ جون سنہ ۱۹۲۰ء)

مولوی فتح محمد سیال کا لیکچر ہائڈ پارک میں وعظ

ویسٹرن ایسٹرن لنڈن لیکچر سوسائٹی میں تقریر

مبلغ احمدیت جناب مولوی فتح محمد سیال ایم اے کی ایک تقریر Influence of Islam on India، "اسلام کا ہندوستان پر اثر" کے مضمون پر ویسٹرن اینڈ ایسٹرن لنڈن لیکچر سوسائٹی کے ہال میں ۲۸ مئی کو ۵ بجے ہوئی۔ میر مجلس جناب مسٹر ایلیس ہال کمین نے قابل مقرر کا تعارف مندرجہ ذیل الفاظ میں کرایا:۔

Mr Sayal is a learned preacher and teacher of the Ahmadia movement. He is an experienced lecturer, I hope you will enjoy his speech. Mr Sayal will in the course of his lecture, let you know where Ahmadia movement differs from or Thadase muslims of Woking.

"مسٹر سیال سلسلہ احمدیہ کے ایک عالم مبلغ و مدرس ہیں۔ اور ایک تجربہ کار مقرر ہیں۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ ان کی تقریر سے لطف حاصل کرینگے۔ مسٹر سیال دوران تقریر میں آپ کو یہ بھی بتادینگے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کا دوگنگ کے احمدیوں اور غیر احمدی مسلمانوں سے کیا اختلاف ہے۔"

انڈین پرافٹ

فاضل لیکچرار نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ہندوستان کی مسلمانوں سے قبل اخلاقی مذہبی اور تمدنی کیا حالت تھی۔ اور اسلام کے آنے سے اس میں کیا تبدیلی ہوئی۔ کس طرح مختلف بدرسومات دور ہوئیں اور ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک مرکزی حکومت بننے سے کس طرح مختلف حصص ملک میں باہمی ارتباط و اختلاط کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور اس سے اردو یا ہندوستانی نام زبان پیدا ہوئی۔ پھر اس امر کو واضح کیا کہ اسلام کے اثر نے نانک۔ کبیر۔ رام موہن رائے اور دیانند کے سے لا الہ الا اللہ کا وعظ کرنیوالے ہندو مصلحین پیدا کئے ہیں۔ اور اب آئندہ ہندوستان کے ایک قوم واحد بننے اور ترقی کی شاہراہ پر قدم اٹھانے کے لئے جو ذریعہ خدا نے پیدا کیا ہے۔ وہ ایک Indian Prophet۔ یعنی ہندوستانی نبی کی بعثت ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود کے پیغام صلح میں سے کچھ عبارت پڑھکر سنائی گئی۔

ہائیڈ پارک میں وعظ

ہائیڈ پارک لنڈن کی مرکزی تفریح گاہ آج کل کے خوبصورت موسم میں اہل لنڈن کی نفسانی روحانی۔ تمدنی و مذہبی تفریح کی جگہ بن رہی ہے۔ پارک کے دروازہ پر ہر خیال و ملت کے واعظین اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ پارک کا دروازہ جہاں سے اس وسیع سبزہ زار کی طرف کئی ایک راستہ جاتے ہیں۔ ہلال کی صورت میں واقع ہے۔ اور اس ہلال میں مختلف پلیٹ فارم ہیں جہاں بالا مقررین لنڈن کے مرد و عورتوں کو اپنے اپنے معتقدات کی طرف بلاتے ہیں۔ تین خداؤں کو ماننے اور حضرت ابن مریم کی پرستش کرنے والے واعظین کے درمیان خدائے واحد کی طرف بلانے اور مسیح موعود کا پیغام پہنچانے والا احمدی مبلغ بھی قرآن پاک کی تلاوت سے اپنا وعظ شروع کرتا اور مسیح محمدی کا پیغام حق پہنچاتا رہتا ہے۔ گذشتہ اتوار کو اس عاجز کے ساتھ اخویم بابو عزیز الدین صاحب بھی شریک ہوئے۔ اور آپ نے حضرت احمد کے کلمات طیبہ رسالہ احمد سے پڑھکر سنائے۔ اور نہایت جوش سے تقریر کے بعد سوالات و جوابات میں معقولیت سے حصہ لیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ پارک کے وعظ خدا کے فضل سے نتیجہ خیز ہیں بعض ذہین اور سمجھدار لوگ اسلام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ پادری لوگ ہمارا جلسہ خراب کرنے اور سوالات کرکے جلسہ کو درہم برہم کرنے کی نیت سے آتے ہیں۔ مگر انگریز مرد و عورتیں جس طرح انکو خاموش کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال حسب ذیل ہے۔

رومن کیتھولک بڈھا پادری بار بار سوال اور بیہودہ سوالات کرتا ہے۔ تقریر میں بولتا ہے۔ اس پر ذیل کے آوازے کسے جاتے ہیں:۔

ایک انگریز۔ مت دخل دو۔ تم جلسہ کا ٹھیکہ لئے بیٹھے ہو۔

ایک عورت۔ بیہودہ۔ لایعنی باتیں مت کرو۔ ہم اس جنٹلمین کی باتیں سنینگے۔

ایک لڑکی۔ بس بے۔ چپ رہ۔ ہمیں نئی باتیں سننے دے۔

ایک لڑکا۔ مجھ سے مخاطب ہوکر۔ اسے جواب مت دو۔

نیز۔ اچھا۔ انصاف پسند انگریز مرد و عورتو! اس جنٹلمین اور میرے درمیان انصاف کرو۔

ایک عورت نے پادری صاحب کی ٹوپی اتار پھینکی۔

ایک لڑکا۔ چھتری چھین لی۔

ایک جنٹلمین۔ ہاتھ پکڑ کر جلسہ سے باہر لے گیا۔

احباب کرام! دنیا کی امید۔ خدا کے فرستادہ احمد کا پیغام سنانا ایک فخر ہے۔ اور ان سعید پرندوں کا انصاف پسند ہونا اللہ کا ایک فضل ہے۔

دنیا کے کونوں تک احمدیت

جن لوگوں کو ہم نے ہفتہ گذشتہ اللہ کے مرسل صادق سیدنا میرزا کا پیغام پہنچایا ہے۔ انہیں صرف انگریز ہی نہیں۔ بلکہ دوسرے ممالک کے معزز باشندگان بھی ہیں چنانچہ (۱) کپتان اے آر گلیڈون برانڈن A. R. Glodwyn Bronden. D. S. C جو ڈاکٹر آف سائنس بھی ہیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا لٹریچر محبت سے پڑھ رہے ہیں۔ وہ ہائیڈ پارک میں اخویم چوہدری صاحب کو پہلی مرتبہ ملے تھے۔ ملک ارجنٹائن واقع جنوبی امریکہ کے باشندہ ہیں۔

(۲) برننٹ ڈی گولڈسٹم Bernant de Goldskam پرتگال کے رہنے والے نہایت سنجیدہ مزاج نوجوان ہیں۔ کتابیں پڑھتے ہیں۔ گذشتہ اتوار کو جلسہ میں آئے تھے۔ ہائیڈ پارک میں مجھ سے ملے تھے۔

(۳) مسٹر سلام مسٹر اے مفرج اور مسٹر اردتی نامی ہیں۔ ہائیڈ پارک اور چیرنگ کراس میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ احمدیہ لٹریچر کے مشتاق ہیں۔

(۴) اے ایم رمزی مصری نوجوان طالب علم ہیں۔ احمدیت میں دلچسپی لیتے ہیں۔ ٹیچنگ آف اسلام نہ صرف خود پڑھی ہے۔ بلکہ ایک اٹالین لیڈی کو پڑھائی ہے۔ بہت متاثر ہیں۔ ایک جلسہ میں مجھ سے ملے تھے۔

(۵) مسٹر آرتھر مونی Arthur Mooney نوجوان سعید طبیعت فوجی انجنیئر ہیں۔ ہائیڈ پارک میں خود بخود مجھ سے آکر ملے اسلام اور مسیحیت کا فرق پوچھا۔ اور سنکر اسقدر دلچسپی لی کہ گھر پر آئے۔ اور لٹریچر مطالعہ کے لئے لے گئے ہیں۔

احمدی احباب! یہ بیج ہیں جو ہم دور کی زمین میں بو رہے ہیں۔ دعا کرو کہ یہ پھلدار پودے بنجائیں۔

جماعت احمدیہ کے گریجوایٹ توجہ کریں

پنجاب کی نئی اصلاح شدہ لیجسلیٹو کونسل میں ایک ممبر پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ہوگا جس کا انتخاب پنجاب یونیورسٹی کے ایسے گریجوایٹوں کی رائے سے ہوگا۔ جن کو ڈگری حاصل کئے کم از کم سات سال ہوگئے ہوں یعنی انھوں نے ۱۹۱۲ء یا اس سے قبل ڈگری حاصل کی ہو۔ مگر رائے دینے کے قابل بننے کے واسطے ایسے گریجوایٹوں کیلئے ضروری ہے کہ ۵ ر ماہ حال سے قبل قبل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی لاہور کے دفتر میں ان کا نام ولدیت سکونت پتہ و نام ڈگری و نام کالج (پرائیویٹ پاس کرنیوالا اس کا نوٹ کردیں) و سال حصول ڈگری بغرض رجسٹر ہوجاوے اسکے واسطے مطبوعہ فارمیں دفتر امور عامہ سے مل سکتی ہیں۔ پس ایسے تمام احمدی گریجوایٹ بہت جلد ہمارے دفتر سے فارم منگوا کر اور انکو پر کرکے ہمارے پاس بھجوادیں تاکہ ہم تاریخ مقررہ سے پہلے پہلے دفتر رجسٹرار لاہور میں بھجوا سکیں۔ جنکی درخواست تاریخ مقررہ تک دفتر رجسٹرار لاہور میں پہنچیگی وہ رائے دینے کا حقدار ہوگا۔ نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری جماعت کے تمام گریجوایٹ صرف ایک امیدوار کے حق میں رائے دینگے جنکے نام سے انکو بعد میں اطلاع کیجاویگی۔ پس کوئی صاحب کسی امیدوار سے رائے دینے کا بطور خود وعدہ نکریں۔ جبتک کہ یہاں [illegible] ہے اسکے متعلق ہدایت جاری نہ ہو۔ فی الحال صرف نام رجسٹر کرانے کا سوال ہے۔ رائے دینے کا سوال بعد میں ہوگا۔ مگر تمام کارروائی بہت جلد ہونی چاہیئے۔ کیونکہ وقت بہت تنگ ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

ضرورت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۲ - جولائی سنہ ۱۹۲۰ء

کیا الفضل روزانہ ہونا چاہیئے؟

ہمارا ارادہ تہا۔ کہ الفضل کی آٹھویں جلد کے آغاز پر جو خدا کے فضل وکرم سے یکم جولائی سے شروع ہوئی ہے ان حالات سے احباب کرام کو آگاہ کریں۔ جن سے آجکل اخبار گذر رہا ہے۔ اور ان معذوریوں اور مجبوریوں کو پیش کریں جو ہمارے لئے سنگ راہ ہیں۔ کہ ہمیں حافظ عبد العزیز صاحب صدر سیالکوٹ کی طرف سے حسب ذیل خط موصول ہوا:۔

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الفضل

السلام علیکم۔ آج میرے دل میں بفضل خدا یہ تحریک بڑے زور وشور سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ اخبار الفضل حضرت زمانہ کے ماتحت جماعت احمدیہ کی ترقی اور عروج کے لئے روزانہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ قومی احساس کو تازہ بتازہ رکھنے کے لئے اور قومیت کے شیرازہ کو اتحاد اور اتفاق کی لڑی میں منسلک رکھنے کے لئے اور اس کی شان وشوکت اور روایات کو دوبالا کرنے کے لئے اور جماعت کو ہر ایک کام میں عملی جامہ پہنانے کے لئے اور غیر احمدی اور غیر مسلم پبلک میں احمدی لٹریچر پھیلانے کے لئے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق بے شمار غلط فہمیوں کا جلد سے جلد ازالہ کرنے کے لئے جہاں اور تدابیر اور تجاویز کی ضرورت ہے۔ وہاں ایک روزانہ اخبار کی بھی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ہمارے سلسلہ کے برخلاف جو مضامین دیگر روزانہ اخباروں میں وقتاً فوقتاً نکلتے ہیں۔ وہ پبلک کی نظروں میں بسبب اسکے کہ وہ روزانہ اخباروں میں نکلتے ہیں گذرتے رہتے ہیں۔ اور قریباً سب کے سب مخالفین انہیں پڑھتے ہیں۔ مگر اس کے جوابات تردید آج الفضل میں نکلتے ہیں۔ کسی غیر احمدی کی نظر سے گذرنے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہیں۔ اور اس وجہ سے عوام میں غلط فہمی اور بدظنی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا رفع کرنا ہمارے تبلیغی سلسلہ کا ایک کام ہے۔ اور وہ باحسن وجوہ بذریعہ اخبار الفضل ہو سکتا ہے بشرطیکہ یہ روزانہ ہو جائے۔ اور اس میں علاوہ سلسلہ احمدیہ کی اشاعت وتبلیغی مضامین کے دیگر ملکی وسیاسی مضامین بھی ہوں۔ منجملہ دیگر تجاویز کے جس سے آپ مطلع فرمائینگے۔ ایک موٹی سی بات تو یہ ہے۔ کہ اشاعت اخبار کی بے حد توسیع ہو۔ سو اس کے لئے میں نے انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کر دی ہے۔ اور دو خریداروں کے نام ارسال خدمت کرتا ہوں"۔

چونکہ اس خط میں ایک ایسے اہم اور ضروری امر کے متعلق تحریک کیگئی ہے۔ جسکے متعلق لکھنے کا ہمارا منشاء تہا۔ اسلئے ہم نے اسے خاص کالموں میں جگہ دی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ہماری روز افزون ضروریات اور نئے نئے حالات بڑے زور کے ساتھ ایک ایسے اخبار کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جو جلد سے جلد اہم معاملات کو خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی۔ اپنی جماعت تک پہنچائے۔ اور جہاں جلد سے جلد ان غلط بیانیوں اور دہوکہ دہیوں کا ازالہ کرے۔ جو مخالف اخبارات کے ذریعہ ہمارے متعلق پھیلائی جائیں۔ وہاں وسیع طور پر تبلیغ احمدیت کا فرض بھی ادا کرے۔

اس امر کا سب سے زیادہ احساس خود ہم کو ہے۔ چنانچہ حال ہی میں جب ہمیں ضروریات کے مقابلہ میں اخبار کے صفحات کی قلت سختی کے ساتھ محسوس ہوئی۔ تو ہم نے موجودہ قیمت میں حجم کا اضافہ کرنا دفتر کے لئے ناممکن سمجھ کر اور قیمت میں اضافہ ناظرین کے لئے مد بھر خیال کر کے یہ تجویز کی۔ کہ اخبار کا خط باریک اور گنجان کر دیا۔ تاکہ زیادہ مضامین آسکیں۔ چند پرچے اس تجویز کے ماتحت ایسے لکھائے گئے جنمیں پہلے کی نسبت ڈیڑھ گنے مضامین آئے۔ لیکن تین چار پرچے ہی شائع کرنے پر مطبع نے باریک خط عمدگی سے چھاپ کر دینے سے معذوری ظاہر کر دی۔ اور ہمیں بایں خیال اس تجویز سے دست بردار ہونا پڑا۔ کہ باریک خط اگر خراب چھپا۔ تو ناظرین مضامین کی زیادتی کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے ناپسندیدگی کا اظہار کرینگے۔ اور اس طرح ہم ان کو خوش کرنے کی بجائے ان کی ناراضگی کا موجب ہونگے۔

تو اخبار کے صفحات کی کمی اور تاریخ اشاعت کی دیری کی وجہ سے ضروری اور اہم معاملات پر جلدی اور فوری نوٹس نہ لے سکنے کا جس قدر قلق ہمارے دل کو ہوتا ہے۔ اسے ہم بیان نہیں کر سکتے۔ جی چاہتا ہے۔ کہ ایک امر کو جلد سے جلد اپنے ناظرین تک پہنچائیں۔ ایک معاملہ پر فوراً اپنی رائے کا اظہار کریں۔ ایک تحریک کو نہایت جلدی احباب تک پہنچائیں اس کے لئے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش اور سعی بھی کی جاتی ہے۔ کسی چھٹی کا تو کیا کہنا۔ اگر رات کو بھی مضمون تیار کرنا پڑے تو کیا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی چھپنے اور شائع ہونے تک اتنی دیر ہو جاتی ہے۔ کہ مضمون باسی ہو جاتا ہے۔ اور اسمیں وہ تازگی اور لطف نہیں رہتا۔ جو اس کے جلدی شائع ہونے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اب تو یہ حالت ہے۔ کہ اگر کسی امر کے متعلق ہمیں دن کے دس اور گیارہ بجے کے درمیان علم ہو (عام طور پر اسی وقت یہاں ڈاک تقسیم ہوتی ہے) اور ہم اسی وقت اسکے متعلق مضمون لکھ کر کاتب کے حوالہ کر دیں۔ اور شام تک کاپی تیار کرا کے مطبع میں پہنچا دی جائے۔ تو بھی مضمون لکھنے کے دن سے لیکر پانچ چھ دن کے بعد یہاں سے چھپکر شائع ہوتا۔ اور سات آٹھ دن کے بعد ناظرین کے پاس پہنچتا ہے۔

اس سے نہایت آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ موجودہ صورت میں مضمون لکھنے والے کے لئے باوجود اپنی طرف سے انتہائی سعی کرنے کے قطعاً ناممکن ہے کہ وہ ناظرین اخبار کو کسی امر سے اتنا جلدی آگاہ کر سکے۔ کہ اس کی تازگی میں فرق نہ آنے پائے۔

ہمارے وہ دوست جو ہماری ان مشکلات اور معذوریوں سے قطع نظر کر کے کہا کرتے ہیں۔ کہ الفضل جلد سے جلد کسی معاملہ پر نوٹس نہیں لیتا۔ نئے واقعات پر جلدی رائے زنی نہیں کرتا۔ اور تازہ بتازہ خبریں نہیں ہم پہنچاتا انہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ موجودہ صورت میں ہم کس قدر معذور اور مجبور ہیں۔

بارہا ایسا ہوا ہے۔ کہ ہم نے کسی امر پر جلد سے جلد نوٹس لیا۔ مخالفین کے کسی مضمون کا فوراً جواب لکھا۔

کسی غلط بیانی کی تردید میں نہایت جلدی مضمون تیار کیا۔ لیکن اس کے شایع ہونے میں اسقدر دیر ہوگئی۔ کہ احباب کو ہمیں غافل سمجھکر متنبہ کرنے کی تکلیف گوارا کرنی پڑی۔ اور ان کی طرف سے تیز اور تند الفاظ ہمیں سننے پڑے۔ اس میں ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ انہیں ضرورت ہوتی ہے۔ کہ مخالفین کے کسی اعتراض۔ الزام اور غلط بیانی کی جلد سے جلد تردید ان کے پاس پہنچے۔ تا وہ عوام کو دہوکہ اور غلط فہمی سے بچانے کی کوشش کرسکیں۔ اور جب جلدی ان کے پاس تردیدی یا جوابی مضمون نہیں پہنچتا۔ تو انہیں اضطراب ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہم یہ کہنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔ کہ ایسا اخبار جو تین یا چار دن کے بعد شائع ہوتا۔ اور جس کی آخری کاپی تاریخ اشاعت سے دو دن قبل مطبع میں چلی جاتی ہے۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ مخالفین کے روزانہ اخبارات میں شایع ہونیوالے مضامین کی تردید کیوں فوراً نہیں کرتا۔ بہت زبردستی ہے۔ اور اس میں کام کرنے والوں سے یہ ایسی توقع ہے۔ جس کا پورا کرنا قطعاً ان کے اختیار میں نہیں ہے۔ روزانہ اخبارات کے مقابلہ میں جلد جلد مضامین روزانہ اخبار ہی شایع کرسکتا ہے۔

ہمارے لئے ان مشکلات کے علاوہ ایک اور بھی افسوسناک مشکل ہے۔ خدا کے فضل سے دن بدن ہماری جماعت میں مضامین لکھنے والوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ اپنے قلم کے ذریعہ دین کی خدمت بجا لائیں۔ اس خیال سے وہ مضامین لکھ کر ہمارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ہم اخبار میں شائع کریں۔ اس میں شک نہیں کہ سب کے سب مضامین جو ہمارے پاس پہنچتے ہیں۔ اس قابل نہیں ہوتے کہ شایع ہوسکیں۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ صفحات کی قلت کی وجہ سے مفید اور عمدہ مضامین بھی جلدی نہیں شائع ہوسکتے۔ جس سے مضمون نگار احباب کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات ناراضی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ وہ اصحاب جو ہماری مجبوریوں اور معذوریوں سے ایک حد تک آگاہ ہیں وہ تو اپنا مضمون بھیجکر اس کی اشاعت کو ہم پر چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ جو بار بار کے تقاضوں سے ہمیں پریشان کرتے رہتے ہیں۔ پھر وہ بھی ہیں۔ جو تلخ و ترش الفاظ استعمال کرنے پر اتر آتے ہیں۔

حال ہی کی بات ہے۔ ایک مہربان نے ایک نظم شائع کرنے کے لئے دی۔ جسے بعض وجوہات سے ہم نے رکھ لیا۔ لیکن جب ان کی منشاء کے مطابق جلدی شائع نہ ہوسکی۔ تو انھوں نے غیظ و غضب سے بھرا ہوا ایک خط لکھا۔ جس کا ایک فقرہ یہ تھا کہ:۔

"کسی خبیث سے خبیث آدمی کو بھی میں اتنی دفعہ لکھتا۔ تو وہ یا تو کام کر دیتا یا واپس کر دیتا۔ مگر آپ ہیں کہ ذرا پروا نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے لاپرواہی کرے"۔

اگرچہ یہ الفاظ ہمارے پاس اسوقت پہنچے۔ جبکہ نظم کو شائع ہوئے کئی دن گذر چکے تھے۔ تاہم ہمیں ایک بھائی کے قلم سے اس قسم کے الفاظ نکلنے پر سخت افسوس اور رنج ہوا۔ اسلئے نہیں کہ ہماری ذات کے متعلق لکھے گئے۔ بلکہ اس لئے کہ اخبار کی عدم گنجایش نے ان سے لکھوائے۔ اگر اخبار میں کافی گنجائش ہوتی۔ اور ہم ان کی منشاء کے مطابق جلدی ان کا کام کر دیتے۔ تو یہاں تک نوبت ہی نہ پہنچتی۔

یہ ایک مثال ہے۔ جو بالکل تازہ ہونے کی وجہ سے اسلئے پیش کر دیگئی ہے۔ کہ اس پہلو میں جس قدر ہمارے لئے مشکلات ہیں۔ ان کا بھی اندازہ لگا لیا جاسکے۔

موجودہ صورت میں ہمیں جس قدر مجبوریاں اور مشکلات درپیش ہیں۔ ان کو مختصر الفاظ میں اوپر پیش کر دیا گیا ہے۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ ہمارے احباب ان کو معمولی نہ سمجھیں گے۔

ان مشکلات کا اچھی طرح دور ہونا اور ان ضروریات کا عمدگی سے پورا کرنا تو اسی طرح ممکن ہے۔ کہ الفضل کو روزانہ کر دیا جائے۔ لیکن اگر یکلخت اتنا قدم نہ بڑھایا جاسکے۔ تو فی الحال اسی حجم کے ساتھ ہفتہ میں دو بار کی بجائے تین بار ضرور ہو جائے۔ اور یہ بات کلیۃً ناظرین کرام کے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ جب تک وہ اس قدر خریدار نہ بنادیں۔ جن سے اخبار کے اخراجات پورے ہوسکیں۔ اسوقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔ آجکل جبکہ اخراجات گرانی کی وجہ سے تین یا چار گنا بڑھ گئے ہیں۔ الفضل اسی قیمت پر خریداروں کو دیا جا رہا ہے۔ جیسے پہلے ارزانی کے وقت دیا جاتا تھا۔ اسی کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ پس خریداروں کی موجودہ تعداد کی بناء پر اخبار کا ہفتہ میں تین بار کرنا قطعاً ناممکن ہے۔ اور قیمت کا بڑھانا خریداروں کے لئے ناگوار ہے۔ اس لئے یہی صورت قابل عمل ہے۔ کہ خریداروں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ اسکے لئے اگر احباب خاص طور پر کوشش اور سعی کریں۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اگر ایک ہزار خریدار نئے پیدا ہو جائیں۔ تو اسی قیمت پر اخبار ہفتہ میں تین بار کر دیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد روزانہ کرنے کے لئے قدم بڑھانا بہت آسان ہو جائیگا۔ اور خدا کے فضل سے بہت جلدی وہ وقت آجائیگا۔ جبکہ احباب روزانہ الفضل کا مطالعہ کرسکینگے۔

اگر ہماری جماعت نے فی الحال ایک ہزار خریدار بنانے کی طرف توجہ کی۔ تو ہم سمجھیں گے۔ کہ وہ اپنی ضروریات کا احساس رکھتے۔ اور الفضل کے روزانہ ہونے کے دل سے متمنی ہیں ورنہ ہم الفضل کا قدم آگے بڑھانے کے لئے اس وقت کے منتظر رہینگے۔ جبکہ اللہ تعالےٰ ہی خود بخود کافی خریدار پیدا کر دے۔

اہل یورپ کو تعدد ازدواج پر عمل کئے بغیر چارہ نہیں

عیسائی ممالک میں اسلام کے مسئلہ تعدد ازدواج پر تو نہایت دیدہ دلیری سے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ لیکن جن حالات میں سے وہ اسوقت گذر رہے ہیں۔ اور جس طرح تعدد ازدواج کے مسئلہ پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ اس کا پتہ ایک یورپین لیڈی مسز نیو کے حسب ذیل بیان سے لگ سکتا ہے۔ جو کہتی ہیں کہ:۔

"آجکل جوان آدمی کی جان مصیبت میں ہے۔ اور عورتوں میں ایک انار صد بیمار کی طرح اس بیچارے کو حاصل کرنے کے لئے بڑا سخت مقابلہ ہوتا ہے۔ اور اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہماری قوم صرف ایک ہی بیوی پر قناعت کرنیوالی قوم ہے۔ گو یہ شیخی بھی مارتے ہیں۔ کیونکہ مجھے اصلی واقعات معلوم ہیں۔ اگرچہ میں ایک سے زیادہ بیوی کرنے کی سفارش نہیں کرسکتی۔ لیکن عملاً ہر جگہ ایسا ہو رہا ہے۔ گو بے ضابطہ طریقہ سے سہی۔ اور وقت یہ ہے کہ انگلستان سے باہر نو آبادیوں میں بھی ان عورتوں کی کھپت نہیں۔ کیونکہ مردوں کا قحط تو کل دنیا میں ہے۔ اور کروڑ سوا کروڑ مرد اس جنگ میں ضائع ہوئے ہیں۔ اس مسئلہ کا حل میری سمجھ میں نہیں آتا۔ جو کہ ایک تمدنی سانحہ ہے

مشکل پر مشکل طلاقوں کی کثرت سے ہو چکی ہے۔ طلاقوں کی کثرت میں بھی عورتوں کی رقابت کام کر رہی ہو۔ اور نوجوان عورتیں مردوں پر زور دیتی ہوں۔ کہ پرانی بیویوں کو چھوڑ دو۔ اور ہم سے شادی کر دو"

واقعہ میں عورتوں کی کثرت اور مردوں کی کمی نے اہل یورپ کے سامنے ایسا مشکل مسئلہ پیش کر دیا ہے۔ جس کو وہ معمولی نہیں قرار دے سکتے ہیں۔ لیکن اس کا حل سوائے اسکے اور کوئی نہیں ہے۔ کہ تعدد ازدواج کے اسلامی مسئلہ پر عمل شروع کر دیا جائے۔ گو جیسا کہ مسز موصوفہ نے لکھا ہے۔ عملی طور پر ایسا ہو رہا ہے۔ جو کہ بے ضابطہ طریق سے ہے۔ اگر اس کو ضابطہ کے ماتحت نہ لایا گیا۔ تو اس سے پیش آمدہ مشکلات میں نہ صرف کمی نہ ہو گی۔ بلکہ اور زیادہ اضافہ ہو جائیگا۔ جیسا کہ اسوقت بھی لاوارث بچوں کا سوال اس بے ضابطہ طریق کی وجہ سے بہت پیچیدہ اور مشکل ہو رہا ہے پس اگر ان مشکلات کا کوئی حل ہے۔ تو یہی ہے کہ تعدد ازدواج پر باقاعدہ عمل کیا جائے ؏

پنجاب کا خلافت فنڈ کسطرح صرف کیا جا رہا ہے

ترکی خلافت کے نام سے غریب اور مفلس مسلمانوں نے اس گرانی اور قحط سالی کے ایام میں اپنے پیٹ کاٹ کر جو روپیہ جمع کر کے خلافت کمیٹی لاہور کو سپرد کیا ہے۔ اُسے جس بیدردی اور لاپروائی سے صرف کیا جا رہا ہے۔ وہ امرتسر کے روزانہ اخبار "وقت" کے حسب ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔ جو اس نے "مسٹر ظفر علی خان کا قومی ایثار" کے عنوان سے لکھے ہیں کہ:۔

"مسٹر ظفر علی خاں کو ریاست حیدرآباد سے سوا آٹھ سو روپیہ ملتے تھے۔ لیکن آیندہ نہ ملینگے۔ ریاست کا فرمان اس کی وجہ بتاتا ہے۔ کہ ظفر علی خاں نے ریاست کے ترجمہ کا کام نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے اس فرض کو چھوڑ کر سیاسی میدان میں کود پڑا۔ اخبار زمیندار نکالا۔ سوا آٹھ سو روپیہ ترجمے کے لئے دیا جاتا تھا۔ لیکن ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اسلئے پنشن و وظیفہ کو غیر منصفانہ کہنا انصاف نہیں ہے۔ لیکن ہمت اس امر کو مسٹر ظفر علی خان کا ایثار قرار دیتا ہے۔ حالانکہ فرض منصبی سے غفلت اور ایثار کا فرق ایک بچہ بھی جانتا ہے۔ لیکن اگر مسٹر ظفر علی خان کی حمیت اسلام قومی قربانی اور ایثار کا سراغ لگانا ہو۔ تو اس کی تائید کے لئے بیسیوں واقعات موجود ہیں۔

(۱) ہزاروں ارادوں اور لاکھوں تمناؤں کے بعد مسٹر موصوف خلافت کمیٹی کے سکرٹری بنتے ہیں۔ لیکن ارشاد ہوتا ہے کہ جب تک ایک سو روپیہ ماہوار تنخواہ لینے والا اسسٹنٹ مجھے نہیں دیا جائیگا۔ میں خلافت کا کام نہیں کر سکتا۔

(۲) مسٹر ظفر علی خان ایک حیثیت دار اور رئیس ہندو مسلمان ہیں۔ لیکن جب وہ اپنے ذاتی نام و نمود کے لئے بمبئی الہ آباد کا سفر کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا بار خلافت کمیٹی کے خزانہ پر ڈالتے ہیں۔

(۳) ایثار اور قربانی کی اس سے زیادہ اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ کہ مسٹر موصوف خلافت کے دو ہزار روپیہ سے والنٹیرز کی وردیاں بنانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کی سکٹری شپ کی برکت سے خزانہ خلافت ڈھائی ہزار سے سات سو ہی رہ گیا ہے ؏

(۴) آپ کے نزدیک خلافت کے روپیہ کا سوائے اسکے اور کوئی خرچ نہیں ہے۔ کہ اس سے والنٹیروں کی وردیاں تیار کی جائیں بیشک اس سے زیادہ ایثار اور قربانی ممکن ہی نہیں اس بناء پر ہمت مسٹر ظفر علی خان کی جسقدر بھی تعریف کرے۔ بالکل بجا اور درست ہے"

ان باتوں کو پیش کر کے ہم مسٹر ظفر علی سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہی وہ کارہائے نمایاں ہیں۔ جو آپ خلافت ٹرکی کے استحکام اور مضبوطی کے لئے کر رہے ہیں۔ اور کیا یہی وہ فداکارانہ کوششیں ہیں۔ جن کی بناء پر آپ ہمیں اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں ؏

آریہ سماجی اور وید

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں مسٹر محمد احمد ساگر چند بیرسٹر ایٹ لاء کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے وید کے ایشور یہ گیان (الہامی) نہ ہونے کے متعلق بعض معزز ہندو صاحبان کی آراء پیش کی تھیں۔

اب آریہ اخبار پرکاش کے حال کے پرچہ سے معلوم ہوا ہے کہ آریہ صاحبان میں عام طور پر ویدوں کے خلاف یہ خیال پیدا ہو رہا ہے۔ اور اس سے بہت خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے چنانچہ پرکاش کو مخاطب کر کے مہاشہ رام دیو جی لکھتے ہیں کہ:۔

"مجھے آشچریہ اس بات کا ہے۔ کہ آپ اپنی آواز آریہ سماج کے ان خانہ زاد دشمنوں کے برخلاف کیوں نہیں اُٹھاتے۔ جو وید کو نہ مانتے ہوئے آریہ سماجی بنے پھرتے ہیں۔ اور سماج کو گھن کی طرح لگے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ پرماتما ہی جانتے ہیں۔ کتنے کومل وشواسی اور شردھالو آریہ سیوکوں کی جیون آدھار شردھا کے ناش کے لئے ذمہ دار ہیں۔ آریہ سماجی سمجھ کے لوگ ان کے پاس جاتے ہیں۔ اور واپسی پر اپنے وشواس کو ڈھیلا پاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کھلے طور پر مخالفت کریں۔ تو ان کے دام میں لوگ نہ پھنسیں۔ ایسے کچھ آدمی ہیں"

اس سے آگے رائے بہادر مولراج ایم اے کا نام بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ جنہوں نے صاف طور پر کہدیا کہ:۔

"وہ وید کو ایشور یہ گیان نہ کبھی مانتے تھے اور نہ اب مانتے ہیں"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ آریہ سماج کے معزز اور تعلیم یافتہ طبقہ میں دن بدن یہ خیال ترقی کر رہا ہے۔ کہ وید الہامی نہیں ہیں کیا آریہ گزٹ جسے دعویٰ ہے۔ کہ ویدوں کے ذریعہ سے یورپ میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔ اور وید ہی انسانوں کو ایشور تک پہنچا سکتے ہیں۔ بتائیگا۔ کہ جب آریہ کہلانیوالے تعلیم یافتہ اصحاب کو وید کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکا۔ اور وہ اُسے خدا کا کلام سمجھنے سے انکار کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں تو اہل یورپ سے کیونکر ویدوں کو الہامی منوایا جا سکیگا ؏

اصل بات یہی ہے کہ کال سر پر کھڑا ہے ویدوں کا جوں جوں لوگ ویدوں کی حقیقت اور اصلیت سے واقف ہوتے جاتے ہیں۔ ان کا ان پر سے اعتقاد اور یقین دور ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ انکو ایشور یہ گیان ماننے سے انکار کر رہے ہیں معلوم ہوتا ہے اسی ڈر کی وجہ سے آریہ سماج ویدوں کا ترجمہ شائع نہیں کرتی۔ ورنہ جبکہ ویدوں کے ماہر پنڈت بھی موجود ہیں۔ اور روپیہ کی بھی کمی نہیں۔ تو اور کیا روک ہو سکتی ہے ؏

خطبۂ جمعہ

مسلمانوں کا خدا پر وہم جتنا بھی ایمان نہیں

از سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ

فرمودہ ۲۔ جولائی ۱۹۲۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

وہم کیسے پیدا ہوتا ہے

وہم بالعموم ناامیدی اور مایوسی اور حیرت سے پیدا ہوتا ہے۔ یا ان تمام چیزوں کا اگر مجموعی ایک نام رکھدیا جائے۔ تو کہہ سکتے ہیں کہ عدم یقین سے پیدا ہوتا ہے۔ مایوسی عدم یقین کا نتیجہ اور ناامیدی بھی عدم یقین کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ باتیں نہوں۔ یعنی مایوسی نہو۔ حیرت نہو۔ ناامیدی نہو۔ تو وہم بہت حد تک دنیا سے مٹ جائے۔

ہمارے ملک میں اوہام پرستی بہت ہے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ جنون کا سایہ ہو گیا۔ بھوت پریت کا سایہ ہو گیا۔ دیوی دیوتا کا اثر ہو گیا۔ اس کی وجہ وہی عدم یقین ہوتا ہے۔ جو حیرت سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب وہ کسی مریض کو دیکھتے ہیں۔ کہ باوجود علاج کے اس کو صحت نہیں ہوتی۔ تو ان کو حیرت ہوتی ہے۔ اور اس حیرت میں دماغ پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہر طرف ہاتھ مارنے شروع کرتے ہیں۔ اسی حالت میں کسی کو یہ جنوں اور بھوتوں پریتوں کا بھی خیال آجاتا ہے۔ اسی طرح دبائیں پڑتی ہیں۔ تو لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ کسی ستارہ کا نتیجہ ہے۔ یا کسی پاگل کو بکواس کرتا دیکھتے ہیں۔ تو خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ اس کی قوت قدسی کا نتیجہ ہے۔ یا مثلاً ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اندھا اور لولا لنگڑا ہوتا ہے۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد مر جاتا ہے۔ ایک شخص غور کرتا ہے۔ کہ اس بچہ کو کس نے پیدا کیا۔ اور اس کے پیدا کرنے کا مقصد کیا تھا۔ مگر یہ اس مقصد کو بغیر پورا کیئے چلا گیا۔ یہ آیا تھا مگر سامان نہ لایا تھا۔ جو اسکے لیئے اس مقصد کو پورا کرنے میں کام آتے۔ وہ غور کرتا ہے۔ مگر سرچشمہ علم حقیقی تک نہیں پہنچتا۔ اس لئے وہ حیران ہو جاتا ہے۔ اور اس کا واہمہ پرواز شروع کرتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ دنیا میں سزا اس وقت ملتی ہے۔ جب کوئی جرم کرے چونکہ اس کا اندھا یا لنگڑا یا اور نقص لئے ہوئے پیدا ہونا ایک سزا ہے۔ اس لئے ماننا پڑا۔ کہ اس نے کبھی پہلے جرم کئے ہونگے۔ جن کی سزا میں اس کو ناقص پیدا کیا گیا ہے۔

چونکہ اس غور کرنے والے کو حقیقی وجہ تو معلوم نہوئی۔ اس لئے وہ حیرت کے باعث اس وہم میں مبتلا ہو گیا۔ کہ یہ سزا ہے۔ جو کسی پہلی پیدائش کے جرائم کے بدلے ملی ہے۔ اسی طرح جب کوئی بیمار ہوتا ہے۔ اور اس کا علاج کیا جاتا ہے مگر اس کو صحت نہیں ہوتی تو اچھے اچھے مضبوط لوگوں کو دیکھا ہے۔ کہ اوہام کے باعث جھاڑ پھونک کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ...... چلو اس کو بھی آزما دیکھو۔ تو باوجود عقل کے لوگ وہم میں مبتلا ہو کر جھاڑوں۔ ٹونوں اور ٹوٹکوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ یا مشرکانہ طور پر قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ اور پیر فقیر کی منت مانتے ہیں۔ یہ تمام خیالات اسی وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب مایوسی پیدا ہوتی ہے۔ کسی مریض کے متعلق جب ڈاکٹر جواب دے دیتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ چلو اب جھاڑا گونا ٹوٹکا ہی کریں۔ شاید اسی سے شفا ہو جائے۔ اس وقت "شاید" آکودتا ہے۔ تو مایوسی سے وہم پیدا ہوتا ہے۔ عدم یقین سے وہم پیدا ہوتا ہے اور حیرت سے وہم پیدا ہوتا ہے۔

ایک مشہور فقیر گذرا ہے۔ اس نے اس طرح اپنی اولیائی جمائی تھی کہ کچھ لوگ جہاز میں بیٹھے جا رہے تھے۔ کہ سخت طوفان آیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جائے۔ اس موقع پر اس نے یہ خیال کر کے کہ اگر جہاز غرق ہو گیا۔ تو ہم سب ڈوب جائیں گے۔ نہ میں ہونگا نہ مجھ سے پوچھنے والا کوئی ہوگا لیکن اگر جہاز بچ رہا تو میری کرامت چل جائیگی۔ کہا کہ مجھے پتہ لگا ہے۔ کہ جہاز غرق نہ ہوگا۔ خدا کی قدرت جہاز غرق نہوا اور نادانوں نے خیال کر لیا کہ یہ ولی ہے۔ اور اس کے پیچھے لگ گئے۔ یہ ان شخصوں میں سے ایک ہے۔ جس نے اپنی شرارت سے دنیا میں گندے عقائد پھیلائے ہیں۔ پھر عورتیں بہت جلد وہم میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ ذرہ بچہ بیمار ہوا اور وہ قبروں پر دوڑی گئیں۔ یا کسی مسجد کے محراب میں دیا جلا دیا یا کسی دیوی دیوتا کی نذر مان لی یا تیں ہاتھ بانٹ دیا۔

مسلمانوں کی حالت

وہ قوم جس کو تمام دنیا ذلیل سمجھتی ہے۔ اور جس کے مذہب کو جھوٹا مانا جاتا ہے۔ باوجود اس کے اس مذہب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ مانی جاتی ہے۔ کہ اسمیں ایک خدا کو منوایا جاتا ہے۔ اور جس کی بڑی خصوصیت یہ بتائی گئی ہے۔ کہ وہ خدا کو ماننے والی اور خدا پر بھروسہ کرنے والی قوم ہے۔ حیرت ہے کہ وہ بھی مایوس ہوتی ہے۔ تو وہموں کی طرف دوڑتی ہے اور ٹونے ٹوٹکے پر عمل کرتی ہے۔ وہ کتاب جو خدا کی طرف سے آئی اور مسلمانوں نے اس کو مانا۔ اس میں خدا کی ذات اور صفات کے متعلق بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس کتاب کو چھوڑ کر اور ایسے خدا کو چھوڑ کر جس کی قدرت اور طاقت کے اونہوں نے بیشمار نمونے دیکھے۔ وہم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ اگر ان کو خدا پر اتنا بھی ایمان ہوتا جتنا اوہام پر ہے۔ تو یقیناً تب بھی وہ کامیاب ہو جاتے۔ وہ شاید کہتے ہوئے ٹونوں ٹوٹکوں کی طرف تو دوڑتے ہیں۔ مگر کم از کم شاید کہتے ہوئے بھی خدا کی طرف نہیں آتے۔

خدا پر وہم جتنا بھی ایمان نہ رہا

آج مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ اس حالت میں اگر وہ خدا پر شاید کہتے ہوئے بھروسہ کرتے۔ تو بھی وہ ہلاکتوں سے بچ جاتے وہ اللہ جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ وہ اللہ جس نے محمد رسول اللہ جیسا رسول مبعوث کیا۔ اور پھر وہ اللہ جس نے اس زمانہ میں اپنا مامور اور نبی بھیجا۔ تاکہ وہ اسلام کی امداد کرے۔ اس کے متعلق اگر ان کو اتنا بھی خیال ہوتا۔ کہ شاید کہاں شاید وہ ہماری مدد کرے تو اللہ تعالیٰ ان کو ضائع ہونے سے بچا لیتا۔ مگر افسوس ان کو اتنا بھی ایمان نہیں جتنا ان کو اپنے وہم پر یقین ہوتا ہے۔ وہ وہم جس کی کوئی تصدیق نہیں کرتا۔ اور تمام دانا اس کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کے متعلق جانتے اور یقین رکھتے کے باوجود کہ یہ کوئی چیز نہیں۔ پھر اس پر شاید کہتے ہوئے بھروسہ کر لیتے ہیں۔ لیکن وہ جس کی طاقتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس نے تمام نبیوں کے وقت میں اپنی طاقتوں کا اظہار کیا۔ اور جس کی طاقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت ظاہر ہوئی۔ اور اولیاء امت اور مجددین کے زمانوں میں جس کی طاقت نے اپنا کام کیا۔ اور اس زمانہ میں مسیح موعود کے ذریعہ جس خدا کی قوتوں کا ظہور ہوا اور ہو رہا ہے۔ ایسے قوتوں اور طاقتوں والے خدا پر وہم جتنا بھی بھروسہ نہیں کرتے۔ کاش مسلمان شاید کہتے ہوئے ہی اس کی طرف پھرتے۔ کہ دیکھو شاید وہ ہماری

مدد کرے۔ ممکن ہے ہماری دستگیری ہو۔ اگر وہ شاید کہتے ہوئے وہم جتنا بھی بھروسہ خدا پر کرتے۔ تو وہ اتنا کچھ دیکھتے کہ دنیا حیران رہ جاتی۔ مگر افسوس وہ اتنی بھی توجہ نہیں کرتے۔

اسلام گر رہا ہے۔ اسلام سے مراد وہ سوسائٹی ہے جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتی ہے۔ دنیا اس سوسائٹی کو مٹا رہی ہے۔ انکو مٹتا ہوا دیکھتی ہے۔ لیکن اس کا چارہ کار وہ وہموں سے کرتے ہیں۔ اور خدا سے وہم کی طرح بھی چارہ کار نہیں چاہتے۔ کاش ان کی نظریں بطور گمان کے ہی اس طرف پڑتیں۔ وہ ٹونے ٹوٹکے کی طرح ہی ادھر متوجہ ہوتے۔ مگر کسی کی نظر بالشویکوں کی طرف پڑتی ہے۔ کوئی افغانستان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ ادھر سے مدد چلی آرہی ہے کوئی اس وہم میں مبتلا ہے کہ سارے مسلمان اکٹھے ہو کر یورپ کی سلطنتوں کا مقابلہ کرینگے۔ غرض کسی کی نظر کسی کی طرف جاتی ہے۔ کسی کی کسی طرف۔ اور اگر نظر کسی کی طرف نہیں جاتی تو وہ خدا ہے۔ یہ ثبوت ہے۔ اس امر کا کہ آج مسلمانوں کو خدا پر اتنا بھی ایمان نہیں۔ جتنا ٹونے ٹوٹکے پر ہوتا ہے۔

ہماری جماعت کی حالت

مگر میں پوچھتا ہوں۔ ہماری جماعت والے کیا کرتے ہیں۔ یہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے پاس وہ طاقت ہے۔ مگر یہ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ جتنا فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ یورپ کو جو کچھ ملا۔ دیکھو وہ اس کو کیسے استعمال کرتا ہے۔ ایک ذرہ تک اس کا ضائع نہیں ہونے دیتا۔ مگر ہمارے لوگوں کو خدا پر ایمان ہے۔ یہ خدا کی اتنی بڑی طاقت اپنے پاس رکھتے ہیں۔ مگر اس سے کام نہیں لیتے۔ اسلئے جہاں مسلمانوں پر اس بات کا افسوس ہے۔ کہ وہ خدا پر وہم جتنا ایمان بھی نہیں رکھتے۔ وہاں احمدیوں پر اس بات کا افسوس ہے۔ کہ ان کو ہتھیار تو دیا گیا۔ مگر وہ اس کو چلانے اور اس سے کام لینے میں پوری کوشش نہیں کرتے اللہ تعالے ہمیں اپنی ہستی اور طاقتوں پر کامل ایمان بخشے۔ اور ہماری نظروں کو اپنی طرف پھیر لے۔ اور وہی ہماری خواہش ہو جائے۔ ہم اس کے حضور گریں۔ اور وہی ہماری سپر ہو۔ اور اسی پر ہم بھروسہ رکھیں۔

مخالفین کے اعتراضات کے جواب

مُردے لوٹ کر دنیا میں نہیں آتے

(۲)

دوسرا اعتراض

ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۵۶۶ میں لکھتے ہیں "اس میں شک نہیں کہ اسبات کے ثابت ہونے کے بعد کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی فوت ہو گیا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو ماننا پڑیگا۔ کہ فوت شدہ نبی ہرگز دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتا۔ کیونکہ قرآن و حدیث دونو بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ جو شخص مر گیا پھر دنیا میں ہرگز نہ آئے گا۔ اور قرآن کریم انھم لا یرجعون کہکر ہمیشہ کیلئے ان کو رخصت کرتا ہے" سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ لا یرجعون سے استدلال مرزا صاحب نے کس عنوان پر ہے۔ آیت شریف پوری یہ ہے۔ فمن یعمل من الصالحات وھو مومن فلا کفران لسعیہ وانا لہ کاتبون وحرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون۔ یعنی جو شخص نیک کام کرے۔ اور ایمان بھی رکھتا ہو تو اس کی کوشش اکارت ہونے والی نہیں۔ اور ہم اس کے اعمال سب لکھتے جاتے ہیں۔ اور جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ تو ممکن نہیں کہ وہ قیامت کو ہمارے حضور میں لوٹ کر نہ آئیں۔

ماحصل آیت شریف کا یہ کہ ان کا خدا کے پاس رجوع نہ کرنا حرام اور محال ہے۔ مرزا صاحب الٹے کہتے ہیں کہ وہ دنیا کی طرف رجوع نہیں کر سکتے"۔

جواب

اسکے متعلق کہ لا یرجعون سے مراد یہ ہے کہ مُردے لوٹ کر دنیا میں نہیں آتے۔ ہم خود کچھ کہنے کی بجائے مبسوط تفاسیر کے حوالجات پیش کرتے ہیں۔ کہ جن سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ معترض صاحب نے محض ہٹ دھرمی سے اعتراض کر کے حضرت سیدنا المسیح الموعود کے معنی کو غلط قرار دیا ہے۔ اگر وہ تفاسیر مطالعہ کر لیتے۔ تو ہرگز ایسے فضول اعتراض کی جرأت نہ کرتے۔ حوالجات ذیل سے حضرت سیدنا المسیح الموعود کے معنی کی توثیق و تائید ہوتی ہے۔

پہلا حوالہ:۔ رجوعھم الی التوبۃ او الحیاۃ۔ (الانوار التنزیل اسرار التاویل) یعنی آیت لا یرجعون سے مراد یہ ہے۔ کہ توبہ یا زندگی کی طرف ہلاک شدہ لوگوں کا رجوع کرنا حرام و ممنوع ہے۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

دوسرا حوالہ:۔ محالست بریشان کہ ہلاک کردیم اوشانرا کہ باز گردند یعنی بدنیا (تفسیر محمدی)

تیسرا حوالہ:۔ عن ابن عباس۔ لا یرجعون قال الی الدنیا۔ (تفسیر در منثور) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ آیت و حرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون کے معنی یہ ہیں کہ وفات یافتہ پھر دنیا میں لوٹ کر نہیں آتے۔ اسی حوالہ کے ساتھ ہی در منثور میں لکھا ہے۔ کہ حضرت ابن عباس اس معنی کی تائید میں یہ آیت پیش کیا کرتے تھے۔ الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون۔ کیا نہ دیکھا ان لوگوں نے کہ کتنی قوموں کو ان سے پہلے ہم نے ہلاک کیا۔ اب وہ انکے پاس لوٹ کر آنیوالے نہیں۔ نواب وقار نواز مولوی وحید الزمان خان حیدر آبادی اپنے ترجمۃ القرآن میں اس آیت پر حاشیہ لکھتے ہیں کہ:۔

"مر کے بھی کوئی لوٹ کر آتا ہے"

چوتھا حوالہ:۔ عن قتادہ ...... حرام علی قریۃ ای وجب علیھا انھا اذا اھلکت لا ترجع الی دنیاھا۔ (تفسیر در منثور) حضرت کہتے ہیں کہ آیت حرام علی قریۃ کے معنے یہ ہیں کہ جو بستی ہلاک ہو گئی۔ ضروری ہے کہ وہ دنیا کی طرف پھر لوٹ نہیں آئیگی۔

پانچواں حوالہ:۔ وحرام ممتنع علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون ای رجوعھم الی الدنیا (تفسیر جامع البیان) یعنی ہلاک شدہ بستی کا دوبارہ دنیا کی طرف لوٹ کر آنا ممتنع ہے۔

چھٹا حوالہ:۔ ممتنع رجوعھم الی الدنیا (تفسیر بیضاوی) یعنے فوت شدہ لوگوں کا لوٹ کر دنیا میں آنا ممتنع ہے۔ اسکی شرح میں لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہلاک شدہ بستی کا رجوع الی الدنیا ممتنع ہے۔ کہ وہ بقا اور زندگی کے لئے دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے (حاشیہ علی البیضاوی) ان حوالوں سے ایک منصف کافی روشنی حاصل کر سکتا ہے۔ اور یقین کر سکتا ہے کہ لا یرجعون کے معنی حضرت سیدنا المسیح الموعود نے بالکل درست اور صحیح کئے ہیں۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ ان معنوں کی صحت اور تائید و توثیق بڑے بڑے حضرات پہلے ہی سے کر گئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا فرمان

احمدی قوم کے نام

مدرسہ احمدیہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمان آپ لوگوں کی خدمت میں پہنچا کر عرض کرتا ہوں کہ اسکے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں۔ کہ حضور کے نزدیک مدرسہ احمدیہ کی کسقدر ضرورت اور اہمیت ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔ "مدرسہ احمدیہ تمہاری عملی جدو جہد کا نقطہ مرکزی ہے۔ اور اسی کی کامیابی پر اس امر کا فیصلہ ٹھیرا ہے کہ آیندہ سلسلہ کی تبلیغ جاری رکھی جا سکیگی یا نہیں" اس فقرہ میں حضور نے کھولکر بتا دیا ہے کہ سلسلہ کی کامیابی مدرسہ احمدیہ کی کامیابی پر منحصر ہے۔ اور تبلیغ کے کام کو سرانجام دینے کا مدرسہ احمدیہ ہی وحید ذریعہ ہے۔ پس مَیں امید کرتا ہوں۔ کہ احمدی قوم جو اپنے اولوالعزم امام کے ہر ایک لفظ پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہے۔ اس آواز کی طرف بھی توجہ کریگی۔ اور آپ کی خواہش کو پورا کریں کامل سعی و توجہ سے کام لیگی۔ والسلام

خاکسار عبدالرحمٰن مصری۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران جماعت احمدیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدرسہ احمدیہ کے منتظمین کی طرف سے مدرسہ احمدیہ کا پراسپکٹس چھاپ کر آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ اس موقعہ پر میں بھی کچھ الفاظ مدرسہ کی سفارش کے طور پر تحریر کروں۔ میں حیران ہوں۔ کہ اس مضمون پر میں کیا تحریر کروں۔ مدرسہ احمدیہ کی ضرورت اور اس کا فائدہ ایسا بین ہے۔ کہ یہ خیال بھی طبیعت پر گراں گذرتا ہے۔ کہ جماعت کی توجہ اس کی طرف ویسی نہیں ہے۔ جیسی کہ ہونی چاہیئے۔ مدرسہ احمدیہ کی ضرورت کے متعلق میں صرف اس قدر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود نے کوئی کام دنیا میں کیا ہے۔ اور اگر آپ کا وجود دنیائے اسلام میں کسی قسم کا تغیر پیدا کرنے میں کامیاب ثابت ہوا ہے۔ تو پھر مدرسہ احمدیہ یا ایسی ہی کسی درسگاہ کے بغیر خواہ اس کا کچھ ہی نام رکھ لیا جاوے۔ چارہ نہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی متفرق تحریرات میں تحریر فرمایا ہے آپ کا صرف یہی کام نہیں تھا کہ مسیح ناصری کی وفات کی طرف توجہ دلا دیں بلکہ آپ نے رائج الوقت اسلامی عقاید رائج الوقت اصول تفسیر رائج الوقت علم حدیث۔ رائج الوقت علم کلام اور رائج الوقت علم فقہ اور اصول فقہ۔ رائج الوقت علم تصوف اور رائج الوقت علم اخلاق میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ ان علوم کے لئے آپ نے نیا آسمان اور نئی زمین پیدا کر دی ہے۔ اور اسی کی طرف آپ کے اس کشف میں اشارہ ہے۔ جسپر نادان مخالف آج تک ہنسی اڑاتا اور آپ کو خدائی کا دعویدار قرار دیتا ہے۔ اس عظیم الشان تغیر علمی میں جو پچھلے تیرہ سو سال کے اندر اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اور نامعلوم کتنی صدیوں تک دنیا کے لئے ایک ہی راہ نما ثابت ہو گا ہمارے بین نظر ایسے سبق اور ایسے سامان اطمینان پیدا ہیں۔ کہ وہ ان سے واقف ہونے کے بعد پرانے علوم کی طرف (جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں لیکن آپ سے اسی قدر دور ہیں۔ جسقدر کہ نور سے ظلمت) لوٹنا ایک موت بلکہ موت سے بدتر اور روح اور ضمیر کے لئے ایک گھنونا اور قابل نفرت فعل خیال کرتا ہے۔ پس اسقدر تغیرات عظیمہ کے برقرار رکھنے اور اسکے اثرات کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے جب تک ایسے آدمی نہوں۔ جو اپنے پورے اوقات کو صرف کر کے اس امانت کی حفاظت کریں۔ لمبا عرصہ تو الگ رہا۔ ہم یہ بھی امید نہیں کر سکتے کہ دو تین نسلوں تک بھی یہ علوم محفوظ رہ سکیں۔ پس اگر جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے ابھی تحریر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے مبعوث ہو کر تمام علوم دینیہ مروجہ میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اور صرف ایک دو مسئلوں پر ہی درستی ختم نہیں ڈالی۔ تو ان علوم کے محافظ پیدا کرنے بھی نہایت ضروری ہیں۔ اور ایسے علماء ایک زبردست علمی درسگاہ کی موجودگی کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے۔ اور یہی غرض مدرسہ احمدیہ کی ہے۔

اسوقت تک اپنی ابتدائی حالت کی وجہ سے مدرسہ کے نظام میں بعض ایسی باتوں کو بھی مدنظر رکھ لیا گیا تھا۔ جنکی وجہ سے اس غرض پر پورے طور پر زور نہیں دیا جا سکتا تھا۔ مگر مَیں نے اب اس کے نصاب میں تغیر کر کے اسے ایسے رنگ میں چلانے کی ہدایت کی ہے۔ کہ آیندہ یہی غرض عظیم اسکے منتظموں کے زیر نظر رہے۔ اور مدرسہ کو آہستہ آہستہ چار سال کے عرصہ میں کالج تک ترقی دینے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ واللہ الموفق۔

ان تغیرات کے بعد اور ایک مقصد عظیم کو اس مدرسہ کے نصب العین کر دینے کے بعد اس کی اندرونی اصلاح کے ساتھ میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کی بیرونی حالت کی درستگی کی طرف بھی توجہ کی جائے۔ اور یہ کام بغیر جماعت کی توجہ کے نہیں ہو سکتا۔ مدرسہ کے منتظمین اور اساتذہ خواہ کس قدر بھی توجہ کریں لیکن آگے طالب علم کافی تعداد میں نہ ہوں یا اس قابلیت کے نہ ہوں۔ جو اس امانت کے حامل ہو سکیں۔ تو ان کی کوششیں اور ہماری سعی حسب دلخواہ بار آور نہیں ہو سکتی۔ پس میں اس تحریر کے ذریعہ تمام جماعت احمدیہ کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس غفلت کو بھی اسی طرح دور کر دے جس طرح کہ دوسری غفلتوں کو دور کرنے میں وہ کامیاب ہو چکی ہے

مدرسہ احمدیہ تمہاری عملی جدوجہد کا نقطہ مرکزی ہے اور اسی کی کامیابی پر اس امر کا فیصلہ ٹھہرا ہے کہ آیندہ سلسلہ کی تبلیغ جاری رکھی جاسکیگی یا نہیں۔

آپ لوگوں میں سے بہت یہ خیال کرتے ہیں کہ انگریزی تعلیم کے ساتھ سلسلہ کی کتب پڑھنے سے ہم اس غرض کو پورا کر سکتے ہیں۔ جو اس سلسلہ کے نظام علمی کے درست رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ لیکن اس سے بڑھکر اور کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔ بے شک حضرت مسیح موعود کی کتب کا اکثر حصہ اردو میں ہے۔ لیکن کیا جس زبان کو انسان سمجھ سکتا ہو اس میں لکھی ہوئی کتاب کو بھی ضرور سمجھ سکتا ہے۔ اگر یہ بات ہوتی۔ تو سب سے زیادہ قرآن کریم کے سمجھنے کے اہل عرب ہوتے۔ بیشک بغیر کسی زبان کے سمجھنے کے اس میں

لکھی ہوئی کتاب کو انسان نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن کتاب کے سمجھنے کے لئے صرف یہی ضروری نہیں۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اُستاد کے ذریعہ سے اس کی رموز اور اس کی باریکیوں کو حاصل کرے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت صاحب نے قرآن کریم اور احادیث کے علوم کے متعلق اصول بیان کئے ہیں۔ ان کی مکمل تفسیر نہیں لکھی۔ اور جب تک کوئی شخص ان اصول کے ماتحت قرآن کریم اور احادیث کی کتب نہ پڑھے وہ ان اصول سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتا۔ اور اس کے لئے علاوہ اُستاد کی مدد کے عربی زبان کے وسیع علم کی ضرورت ہے۔ یہی حال علم تصوف۔ علم فقہ اور علم اخلاق کا ہے۔ پس بغیر عربی زبان کے وسیع علم اور بغیر ان علوم کی کتب کے بالاستیعاب مطالعہ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے اصول کی روشنی میں ہوں۔ یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ عربی زبان کی شُدبُد حاصل کر کے اور اپنے طور پر تھوڑا سا مطالعہ کر کے خدمت دین حقیقی معنوں میں کر سکتے ہیں۔ وہ ایسے ہی دھوکہ خوردہ ہیں جیسے کہ وہ شخص جو ایک ہلدی کی گٹھی لے کر پنساری بن بیٹھا تھا۔ یہ ممکن ہے۔ کہ بعض مسائل کو یاد کر کے کوئی شخص عوام میں سے بعض کو ان مسائل میں واقف کر سکے لیکن علوم دینیہ کا ماہر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ان کا محافظ کہلا سکتا ہے۔ یہ ایک باقاعدہ اور لمبی جدوجہد سے ممکن ہے۔ اور اس کے سوا حصول کا کوئی اور ذریعہ نہیں۔

پس ہماری جماعت کے دولتمندوں اور درمیانی درجے کے آدمیوں کو اس مدرسہ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور روپیہ اور لڑکوں سے اس کی ترقی کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تا اسکے ذریعہ سے ہمیں ایسے واعظ جو علوم دینیہ کی حفاظت کر سکیں۔ اور ایسے مبلغ جو بیرونی دنیا کو تمام مسائل مختلفہ میں تشفی بخش جواب دے سکیں۔ حاصل ہو سکیں۔ اور تا علوم کی نہر جو حضرت مسیح موعودؑ نے جاری کی ہے۔ منتظموں کے نقص کی وجہ سے ہماری غفلت کے سبب اِدھر اُدھر بہ کر ضائع نہ ہو جائے اور ہماری آئندہ نسلیں بجائے دُعا کرنے کے ہم سے نفرت کا اظہار نہ کریں۔ اور تا خدا تعالیٰ کی ناشکری کے جرم کے مرتکب ہو کر اس کی ناراضگی کے ہم مستحق نہ بنیں۔ اللھم اجعلنا من الشاکرین ولا تجعلنا من الکافرین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد

(نوٹ) یہ اسپیچ چھپ کر تیار ہے جو دوست منگوانا چاہیں منگوا سکتے ہیں۔

مولوی محمد احسن صاحب کا کھلا خط

بنام

مولوی ثناء اللہ امرتسری

۱۰ جون سنہ ۱۹۲۰ء کے الفضل میں ہم نے مولوی ثناء اللہ کی مولوی محمد احسن صاحب سے وہ گفتگو نقل کی تھی۔ جسکے درست ہونے پر انہوں نے حلف اٹھائی تھی۔ اور جس کی ایک بات یہ تھی۔ کہ مولوی محمد احسن صاحب نے مولوی ثناء اللہ سے کہا کہ "مرزا صاحب کے تو تین چار الہاموں کو میں بھی شروع ہی سے نہیں مانتا۔ بلکہ میں نے تو اُن کی بیعت بھی نہیں کی تھی۔ ہاں اُن کی خدمات اسلام کی وجہ سے اُن کا معتقد تھا۔"

حال میں مولوی محمد احسن صاحب کی طرف سے مولوی ثناء اللہ کے نام ایک خط (جو انہوں نے پیغام صلح کو شائع کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ مگر اُس نے کئی دن تک شائع نہ کیا) ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اگرچہ اس سے مولوی ثناء اللہ کے شائع کردہ حلفیہ بیان پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔ کیونکہ اشاروں اشاروں میں کچھ کہا گیا ہے۔ جسے مولوی ثناء اللہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن ہم اسے اس خیال سے ذیل میں درج کرتے ہیں کہ ممکن ہے اشاروں سے گذر کر اصل گفتگو بیان کرنے کی نوبت آ جائے۔

اس موقعہ پر ہم مولوی ثناء اللہ سے بھی کہیں گے کہ وہ اس خط کے جواب میں خاموشی نہ اختیار کریں تا کہ یہ بات بیچ میں ہی نہ رہ جائے۔ (ایڈیٹر)

مکرر نقل خط مرسلہ پیغام صلح مورخہ ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۰ء

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب بعد سلام مسنون کے آج مجھ کو ایک دو ورقہ پرچہ اہلحدیث ۵ جون سنہ ۱۹۲۰ء جس میں آپ کے امروہہ میں تشریف لانا لکھا ہے۔ اور کچھ مقاولہ جو درمیان خاکسار کے وہ فوری حال میں ہوا تھا۔ دیکھا اور اسکو مؤکد بحلف بھی کیا گیا ہے۔ مجھ کو بڑا تعجب ہوا کہ جناب نے یہ حلف کس غرض سے لکھا ہے۔ عرض ہے کہ حفظت شیئًا وغابت عنک اشیاء۔ اسلئے اولاً چند امور آپ سے دریافت طلب ہیں۔ اس جواب کے متعلق اُن کو اپنے اخبار میں شائع فرماویں بعدہٗ خاکسار بھی کچھ عرض کریگا۔

الاول۔ اسی عرصہ میں بمقابلہ آپ کے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب مرادآبادی دیوبندی بھی یہاں تشریف لائے تھے۔ جنکو امروہہ والوں نے اپنا شیخ الاسلام زعم کر لیا تھا۔ اور ہمارے عزیز محترم حضرت مولوی عبد الحق صاحب۔ لاہوری آریوں کی جواب دہی کیلئے بلائے گئے تھے۔ مزعومی شیخ الاسلام نے یہ حکم جاری فرمایا کہ حضرت مولوی عبد الحق صاحب باوجودیکہ حاضری ہیں ہمارے جلسہ میں ہرگز شریک نہ ہو سکیں گے۔ کیونکہ وہ کافر ہیں۔

غرض جب آپ خاکسار کے غریب خانہ پر آئے تو میں نے آپکو واسطۃ المناظرہ گردان کر آپ کے ذریعہ سے آپکی معرفت مزعومی شیخ الاسلام کو دعاوی حضرت مرزا صاحب مغفور مرحوم کے بارہ میں مناظرہ کا پیغام دیا کہ آپ مسئلہ متنازعہ فیہا میں جسطرح پر چاہیں مباحثہ کر لیویں۔ آپ اس پیغام کو لیکر انکے پاس گئے۔ انہوں نے آپکو کیا جواب دیا۔ اور آپ نے انکے عذر کی نسبت ان سے کیا کہا۔

الثانی۔ آپ نے امروہہ میں کسی سے یہ بھی فرمایا تھا یعنی ہمارے آپس کے اختلاف کی نسبت کہ میرزا محمود احمد صاحب جو ادعائے نبوت کا حضرت مرزا صاحب کی طرف اسناد کرتے ہیں وہ سب غلط ہے۔ محمودیوں کی طرف سے میں مناظرہ کر سکتا ہوں۔ متعدد یا ایک ہی مرتبہ آپ نے فرمایا تھا یا نہیں۔

الثالث۔ برخوردار سید محمد یعقوب نے اسی جلسہ میں یہ بھی ذکر کیا تھا کہ آپ نے بمقام دہلی مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کے خلف نماز جماعت میں اقتدا کیا تھا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ نعم انکار نہیں کیا گیا۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

الرابع۔ اس سے پچھلے سال جب آپ امروہہ میں آئے اور خاکسار کے پاس بھی تشریف لائے تو میں نے کسی تقریب سے آپ سے کہا کہ آپ ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا تھا کہ میں آپکی ہر ایک کتاب کا ایک ایک حرف دیکھ لیتا ہوں۔ اور مجھ کو تو سب یاد ہے۔ یہ جواب صحیح ہے یا نہیں۔ بالفعل اپنے پرچہ میں ان چاروں امر کا جواب شائع ہو۔

سید محمد احسن امروہہ

کیا علماء دیوبند ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گئے

اس عنوان سے ۳ جون کے الفضل میں جو مضمون علماء دیوبند کے مباہلہ سے فرار کے متعلق شائع ہوا ہے۔ اُسے انجمن احمدیہ میرٹھ نے اشتہار کی صورت میں چھپوا کر شایع کیا ہے۔ جو صاحب منگوا کر اپنے ہاں تقسیم کرنا چاہیں۔ وہ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ میرٹھ سے منگوائیں

فہرست نومبایعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۳۰ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے - بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں - ان کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی - پھر بعض دفعہ بیعت کرنیوالوں کے نام ختم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں - دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں - ان کو شائع کر دیا جاتا ہے - اور انہی کا یہ نمبر شمار ہے - (ایڈیٹر)

ماہ اپریل ۱۹۳۰ء

گزشتہ سے آگے

۴۶۸ شیخ نبی بخش صاحب سیالکوٹ
۴۶۹ حسین بی بی ضلع گورداسپور
۴۷۰ نوراں ؍ ملتان
۴۷۱ قادر بخش صاحب ؍ ؍
۴۷۲ اللہ دتا صاحب ؍ ؍
۴۷۳ اہلیہ ابراہیم صاحب ؍ ؍
۴۷۴ حکیم نیاز علی صاحب ؍ ہوشیارپور
۴۷۵ ؍ جہانگیر صاحب ؍ ؍
۴۷۶ چوہدری اللہ دتا صاحب شیخوپورہ
۴۷۷ اہلیہ ؍ ؍ ؍
۴۷۸ آمنہ بی بی ؍ ؍
۴۷۹ سکینہ بی بی ؍ ؍
۴۸۰ نورا بیبی ؍ منٹگمری
۴۸۱ حیات صاحب ؍ ؍
۴۸۲ مہر بی بی ؍ ؍
۴۸۳ اہلیہ صاحبہ مولوی عبدالحی پونچھ
۴۸۴ غلام صاحبہ ضلع شیخوپورہ
۴۸۵ والدہ صاحبہ حق نواز خاں لاہور
۴۸۶ فقیر محمد خاں صاحب ضلع کرنال
۴۸۷ والدہ صاحبہ ڈاکٹر احمد حسین لاہور
۴۸۸ ہمشیرہ صاحبہ ڈاکٹر احمد حسین لاہور
۴۸۹ اہلیہ عبدالحق صاحب ضلع گوجرانوالہ
۴۹۰ حیات محمد صاحب ؍ شاہپور
۴۹۱ علا بخش صاحب ؍ ہردوئی
۴۹۲ نورا بی بی ؍ ؍ شیخوپورہ
۴۹۳ اہلیہ ؍ ؍ ؍ ؍
۴۹۴ عیال ؍ ؍ ؍ ؍
۴۹۵ محمد اسماعیل صاحب ؍ گورداسپور
۴۹۶ مہر محمد یار ؍ ؍ ملتان
۴۹۷ فضل الدین ؍ ؍ جھنگ
۴۹۸ اہلیہ ؍ ؍ ؍ ؍
۴۹۹ مولا داد صاحب ؍ ؍
۵۰۰ علی محمد ؍ ؍ ؍
۵۰۱ دوست محمد ؍ ؍ ؍
۵۰۲ سید گوہر شاہ ؍ شاہپور
۵۰۳ سید فضل شاہ ؍ ؍ ؍
۵۰۴ برکت علی ؍ ؍ [illegible]
۵۰۵ طالع محمد ؍ [illegible]
۵۰۶ اللہ دتا ؍

۵۰۷ فتح محمد صاحب نمبردار علاقہ پٹیالہ
۵۰۸ اہلیہ ؍ ؍ ؍
۵۰۹ چراغ الدین صاحب سیالکوٹ
۵۱۰ اہلیہ صاحبہ حکیم جہانگیر صاحب ہوشیارپور
۵۱۱ حیات بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۱۲ شاہ محمد ؍ ؍ ؍
۵۱۳ اہلیہ محمد الدین ؍ گوجرانوالہ
۵۱۴ والدہ منشی محمد عیسیٰ ؍ جہلم
۵۱۵ محمد حسین صاحب ؍ سیالکوٹ
۵۱۶ اہلیہ علی محمد ؍ امرتسر
۵۱۷ مولوی غلام احمد صاحب ضلع شیخوپورہ
۵۱۸ عبدالعزیز صاحب بنوں
۵۱۹ برکت بی بی ضلع گوجرانوالہ
۵۲۰ غلام احمد صاحب کشمیر
۵۲۱ محمد صدیق صاحب ضلع مظفر گڑھ
۵۲۲ اللہ جوایا ؍ ؍ ؍
۵۲۳ اہلیہ شیخ رحیم بخش صاحب امرتسر
۵۲۴ فیروز بیگم ضلع سیالکوٹ
۵۲۵ محمد حسین صاحب ؍ شیخوپورہ
۵۲۶ بابو محمد طفیل صاحب لاہور
۵۲۷ ڈیوس پیلی صاحب گورکھپور
۵۲۸ مہتاب بی بی ضلع سیالکوٹ
۵۲۹ احمد دین صاحب ؍ ؍
۵۳۰ محمد دین ؍ ؍ ؍
۵۳۱ تتھو ؍ ؍ ؍
۵۳۲ حسین بخش ؍ گورداسپور
۵۳۳ محمد لطیف خاں بی اے شملہ
۵۳۴ اہلیہ صاحبہ نصر اللہ خاں صاحب پشاور
۵۳۵ ؍ ؍ کمال الدین صاحب ؍
۵۳۶ بنت علی بخش صاحب ؍
۵۳۷ محمد ایوب صاحب راولپنڈی
۵۳۸ شیر علی خاں صاحب خوردہ
۵۳۹ اہلیہ صاحبہ قاضی محمد ضمیر امرتسر

۵۴۰ اہلیہ صاحبہ قاضی محمد شریف امرتسر
۵۴۱ محمد جمال الدین صاحب مدراس
۵۴۲ کرم دین صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۴۳ ملک شیر محمد ؍ شیخوپورہ
۵۴۴ نور الدین صاحب ؍ ؍
۵۴۵ والدہ ملک شیر محمد ؍
۵۴۶ اہلیہ ملک اللہ دتا ؍ ؍
۵۴۷ ملک اللہ دتا صاحب ؍ ؍
۵۴۸ اہلیہ ملک اللہ دین صاحب ؍ ؍
۵۴۹ عائشہ بی بی ؍ ؍
۵۵۰ اللہ جوائی صاحب ؍ ؍
۵۵۱ ملک محمد عاشق عبدالرحمن صاحب شیخوپورہ
۵۵۲ محمد عطاء الحق صاحب آسام
۵۵۳ منشی امیر الدین صاحب فیروزپور
۵۵۴ بدر الزمان صاحب پیلی بھیت
۵۵۵ تاج الدین صاحب فیروزپور
۵۵۶ خان اوصاف علی خاں صاحب سی۔آئی۔ای کمانڈر ریاست نابھہ
۵۵۷ بنت خان بہادر عبدالحق صاحب پیلی بھیت
۵۵۸ مولوی کریم بخش صاحب ڈیرہ غازی خاں
۵۵۹ فرزند ؍ ؍
۵۶۰ منشی غلام قادر صاحب ؍
۵۶۱ علی بخش صاحب پشاور
۵۶۲ حکیم نیاز علی صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۶۳ کوثر علی خاں صاحب [illegible]
۵۶۴ غلام نبی صاحب ضلع شیخوپورہ
۵۶۵ سید مہربان علی صاحب انبالہ
۵۶۶ قلندر صاحب مالابار
۵۶۷ ابراہیم صاحب ضلع لکھنؤ
۵۶۸ چوہدری رحمت علی ؍ ؍
۵۶۹ فضل دین ؍ ؍

۵۷۰ فضل دین صاحب ضلع لکھنؤ
۵۷۱ چوہدری نصر دین صاحب ؍
۵۷۲ تتھو صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۷۳ سراج دین ؍ ؍ ؍
۵۷۴ کرم بی بی ؍ ؍ ؍
۵۷۵ حاکم بی بی ؍ ؍ ؍
۵۷۶ چوہدری محمود طالع صاحب ملتان
۵۷۷ اہلیہ ؍ ؍ ؍ ؍
۵۷۸ بنت ؍ ؍ ؍ ؍
۵۷۹ ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۵۸۰ اہلیہ اول محمد نواب خاں صاحب ؍
۵۸۱ ؍ دوئم ؍ ؍ ؍
۵۸۲ عاشق محمد خاں صاحب ؍
۵۸۳ صادق محمد خاں ؍ ؍
۵۸۴ عطا محمد خاں ؍ ؍
۵۸۵ امیر بیگم ؍
۵۸۶ ثریا بیگم ؍
۵۸۷ شکر بانو بنگال
۵۸۸ محبوب جان ؍
۵۸۹ محمد عبدالغنی صاحب ؍
۵۹۰ محمد علیم الدین صاحب ؍
۵۹۱ سلطان مہر جان ؍
۵۹۲ حسین بخش صاحب سیالکوٹ
۵۹۳ عمر دین صاحب ؍
۵۹۴ نور الدین صاحب ؍
۵۹۵ فیروز الدین ؍ گوجرانوالہ
۵۹۶ محمد خاں ؍ ؍
۵۹۷ محمد شفیع ؍ ؍
۵۹۸ بہاول بخش ؍ ؍
۵۹۹ انعام الدین ؍ ؍
۶۰۰ اعلم الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۰۱ فیض محمد صاحب ؍ ؍
۶۰۲ محمد طفیل ؍ ؍
۶۰۳ فتح محمد ؍ ؍ ؍

۶۰۴ نبی بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۰۵ اللہ رکھا ؍ ؍ ؍
۶۰۶ ارشاد نبی ؍ ؍ گجرات
۶۰۷ فضل خاں ؍ ؍ ؍
۶۰۸ محمد خان ؍ ؍ ؍
۶۰۹ محمد صالح ؍ ؍ ؍
۶۱۰ علی محمد ؍ ؍ ؍
۶۱۱ عبدالکریم ؍ ؍ ؍
۶۱۲ سلطان ؍ سیالکوٹ
۶۱۳ سردار خاں ؍ ؍ ؍
۶۱۴ عمر بخش ؍ ؍
۶۱۵ کرم داد ؍ ؍ ؍
۶۱۶ حاکم بی بی ؍ ؍
۶۱۷ نظر بی بی ؍ ؍
۶۱۸ حیات بی بی ؍ ؍
۶۱۹ راج بی بی ؍ ؍
۶۲۰ رسول بی بی ؍ ؍
۶۲۱ غلام فاطمہ ؍ ؍
۶۲۲ نواب بی بی ؍ ؍
۶۲۳ محمد بی بی ؍ ؍
۶۲۴ ملی بی ؍ ؍
۶۲۵ مفتح بی بی ؍ ؍
۶۲۶ محمود بیگم ؍ ؍
۶۲۷ عالم بی بی ؍ ؍
۶۲۸ اللہ رکھی ؍ ؍
۶۲۹ کرم بی بی ؍ ؍
۶۳۰ حاکم بی بی ؍ ؍
۶۳۱ برکت بی بی ؍ گوجرانوالہ
۶۳۲ سردار بی بی ؍ سیالکوٹ
۶۳۳ برکت بی بی ؍ ؍
۶۳۴ حسین بی بی ؍ ؍
۶۳۵ حاکم بی بی ؍ ؍
۶۳۶ نواب بی بی ؍ ؍
۶۳۷ عائشہ بی بی ؍ ؍

(باقی آئندہ)

ممالکِ غیر کی خبریں

شہر بروسہ پر احرار کا قبضہ

قسطنطنیہ ۔ ۶ جولائی ۔ ڈیلی میل کے نام پر ایک پیام مظہر ہے کہ ترکی احرار نے باشندوں کی مدد سے شہر بروسہ پر قبضہ کر لیا ہے ۔ جو آبنائے باسفورس کے ایشیائی ساحل پر واقع ہے ۔ اس کے عین بالمقابل یورپی ساحل پر اتحادیوں کا صدر مقام ہے ۔

برطانی اور یونانی سپاہ سے جنگ بھی ہوئی ۔ برطانی جنگی جہازوں نے ترکوں کے مورچوں پر گولہ باری کی ۔ مگر اتحادی پیچھے ہٹ گئے ۔

یونانی فوجوں کی پیشقدمی

سمرنا ۔ ۴ جولائی ۔ یونانی فوجیں جو بندرمہ میں اتری ہیں جنوب کی طرف بڑھ گئی ہیں ۔ اور ادمسکیدی میں یونانی فوج کی ہراول سے جا ملی ہیں ۔ یہ مقام ملک حصار سے ۲۵ کیلو میٹر شمال کی طرف واقع ہے غنیم کی اس فوج کے صرف چند دستے جسے ملک حصار میں شکست ملی تھی ۔ بچکر بروسا میں پہنچے ہیں ۔

اوریمیو پر قبضہ

لنڈن ۔ ۵ جولائی ۔ ٹائمز کو سمرنا سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ شدید جنگ کے بعد یونانیوں نے اوریمیو پر قبضہ کر لیا ہے ۔

دردانیال میں جہازوں کا داخلہ

لنڈن ۔ ۵ جولائی ۔ ٹائمز کو چناق سے معلوم ہوا ہے کہ گیارہ برطانی اور یونانی باربرداری کے جہاز ۱۱ ہزار یونانی سپاہ کو لیکر دردانیال میں داخل ہوئے ہیں ۔ اور بظاہر بحیرہ مارمورا کی بندرگاہوں کی طرف جانا چاہتے ہیں ۔

صدر اعظم ترکی کی مراجعت

پیرس ۔ ۵ جولائی ۔ صدر اعظم اور عثمانی وفد صلح کا ایک حصہ ۶ جولائی کو ورسلز سے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو رہا ہے ۔ رشید بے اب ترکی وفد صلح کے صدر قرار پائینگے ۔

ترمیم صلحنامہ کے متعلق خیالات

قسطنطنیہ ۵ جولائی ۔ باخبر حلقوں سے اطلاع ملی ہے ۔ کہ داماد شریف پاشا نے پیرس سے [illegible] اطلاع دی ہے ۔ کہ شرائط صلح کی ترمیم کے بارے میں حالت امید افزا نہیں ۔ اور اگر ترکی احرار اپنے مخالفانہ رویے پر اڑے رہے ۔ تو پیرس میں عثمانی وفد صلح کو بہت ضعف پہنچیگا ۔

یونانی ترکوں کا تعاقب کر رہے ہیں

لنڈن ۶ جولائی ۔ ٹائمز کو معلوم ہوا ہے کہ ملک حصار میں ترکوں کو بہلی شکست ہوئی ہے ۔ امید نہیں کہ جو ترکی فوجیں ٹروڈ میں منقطع ہو گئی ہیں ۔ بچکر نکل جائیں ۔ ترک بروسا کی طرف پسپا ہو رہے ہیں ۔ جہاں امید ہے کہ وہ جم کر مقابلہ کرینگے ۔

جنرل ڈائر کے متعلق آرمی کونسل کا فیصلہ

مسٹر چرچل نے اعلان کیا ہے کہ آرمی کونسل اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ڈائر قوت فیصلہ کی غلطی کا مرتکب تھا ۔ سر چارلس مونرو (سپہ سالار ہند) کا فیصلہ قابل تسلیم ہے ۔ اور ڈائر کو ہندوستان کے باہر اب کوئی ملازمت نہ ملنی چاہیئے ۔

شرائط صلح کے متعلق ترکی کا جواب

ترکی صلحنامہ کے متعلق جو بیان ترکی وفد نے دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے ۔ (۱) آرمینیا آزاد ۔ ٹیونس مراکو پر فرانس کا تسلط تسلیم ۔ لیبیا ۔ مصر ۔ جزائر ایجین سے دست برداری ۔ حجاز ۔ شام ۔ میسوپوٹیمیا کی آزادی تسلیم ۔ نہر سویز ۔ سوڈان ۔ سائپرس پر برطانی اختیارات مان لئے گئے ۔ آبنائے کا کھولنا بھی تسلیم کیا گیا ۔ بایں درخواست کہ اس کا انتظام عہدنامہ قسطنطنیہ ۱۸۸۸ء کا پابند رہے ۔ تھریس اور سمرنا کے متعلق شرائط پر اعتراض کیا گیا ۔ اور مطالبہ کیا گیا کہ یونانی فوراً علاقہ سمرنا خالی کر دیں ۔ فوجوں کی تخفیف اور مالی نگرانی کے متعلق شرائط بھی مان لی گئیں ۔ قسطنطنیہ کے پایہ تخت ترکی برقرار رہنے پر اظہار اطمینان کیا گیا ۔ اور جو احتیاطیں کی گئی ہیں ۔ ان پر ناراضگی کا اظہار کیا گیا اور سٹریٹ کمشن میں ترکی کے نہ لئے جانے پر بھی صدائے ناراضگی بلند کی گئی ۔ اور کہا گیا کہ کمشن کو جو اختیارات دیئے گئے ہیں ۔ وہ سلطنت عثمانی کے شاہی اختیارات میں دخل اندازی ہے نیز ایک خاص رقبہ کے اندر تمام قلعہ بندی مسمار کرنے کے اتحادیوں کے قبضہ کے متعلق جو شرط ہے ۔ اسکو ترکی کے لئے ایک بندش قرار دیا گیا ۔ مطالبات یہ کئے گئے ہیں (۱) جن علاقوں کو اتحادی اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے ہیں ۔ ان میں تخفیف کی جائے ۔ (۲) سٹریٹ کمشن میں ترکی قائممقام کو جگہ دی جائے (۳) علاقہ آرمینیا سابق حدود ارض روم سے آگے نہ بڑھے (۴) کردستان تمام اور میسوپوٹیمیا کی حدود کم کرنے کے لئے بین الاقوامی طور پر تحقیقات کرائی جائے حجاز کی آزادی کو تسلیم کیا گیا ۔ لیکن دعویٰ کیا گیا ہے کہ سلطان کا لقب خلیفہ برقرار رہے ۔ اور اماکن مقدسہ کی نگرانی سلطان کے ہاتھوں میں رہے ۔

ایک برطانی جرنیل کہاں ہے

ٹائمز کا بیان ہے کہ جرنیل ائرن سائڈ برطانی اور یونانی فوجوں کی کمان کرنے کے لئے اسمد کی طرف بڑھ رہا ہے ۔

بولشویکوں کا عہد نامہ کوچک خان سے

ایران کے سرکاری حلقوں میں یہ افواہ اڑ رہی ہے ۔ کہ کوچک خان نے بالشویکوں سے سمجھوتہ کر لیا ہے کہ وہ کوچک خان کو عام جمہوری ایران کا پریزیڈنٹ بننے میں مدد دینگے ۔ اور کوچک نے بولشوازم کو ہندوستان اور میسوپوٹیمیا میں داخل کرنے کے لئے رستہ دینے کا اقرار کیا ہے ۔

ترکوں کے خلاف یونانیوں کو برطانی امداد کا مقصد

لنڈن ۵ جولائی ۔ مسٹر بونر لا نے بیان کیا کہ ترکوں کے خلاف جو یونانیوں کو بحری اور فوجی مدد دی جائیگی وہ اس حد تک محدود رہیگی جتنی آبنائے باسفورس کی آزادی اور شرائط صلح کی تکمیل کے یقین کے لئے ضروری ہے ۔ کمک جو قسطنطنیہ بھیجی گئی ہے ۔ اس کا مقصد یہی تھا ۔ ایک اور سوال کے جواب میں بونر لا نے کہا کہ اتحادی یقیناً حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے مدد دے رہے ہیں ۔

ہندوستان کی خبریں

کابل میں ایک جلسہ کی تجویز

سندھ کے علماء اور مولویوں کا ایک جلسہ کراچی میں ہوا جسمیں یہ فیصلہ کیا گیا کہ دنیا کے تمام علماء کا ایک مشترکہ اجلاس افغانستان (کابل) میں ہو اسکے صدر انجمن امیر امان اللہ خان ہوں ۔ اور اس میں اسلام کے بچاؤ کی تجاویز پر غور کیا جائے ۔

ریلوے کمیٹی کمشن کا تقرر

شملہ ۵ جولائی ۔ یہ معلوم ہوا ہے ۔ کہ وزیر ہند نے اس بات کو مان لیا ہے کہ آیندہ موسم سرما میں ۹ آدمیوں کا ایک کمیشن ریل کے انتظام کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا جائے ۔

ایف اے میں کامیاب لڑکیاں

گذشتہ ایف اے کے امتحان میں پنجاب یونیورسٹی میں ۱۳ لڑکیاں شامل ہوئیں جن میں ۹ عیسائی اور ۴ ہندو تھیں ۔ ۱۲ پاس ہوئیں ۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)